لائِحۂ عَمل

جماعت قاعدۃ الجہاد برِّ صغیر

ادارہ السّحاب، برِّصغیر

شوال 1438 ھ | جون 2017ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ ربّ العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وذریتہ ومن تبعھم بإحسان إلیٰ یوم الدین وبعد

پہلی بات!

ظلم، فساد اور فتنوں کی جو سیاہ رات آج ہر طرف چھائی ہوئی ہے، اس کا خاتمہ اللہ ربّ العالمین نے جہاد فی سبیل اللہ میں رکھا ہے۔ یہ جہاد اہم ترین فرض بھی ہے اور عصرِ حاضر کی پکار بھی۔ پھر یہ بھی ایک واضح امر ہے کہ جہاد کا ایک ہدف کفر کا زور توڑنا اور شریعت کا نفاذ ہے تو ساتھ ہی دوسرا اہم مقصد مسلمانوں کی ہدایت، حفاظت اور ان کی خیر خواہی ہے۔ یہ دونوں مقاصد شریعت کی نظر میں ضروری بھی ہیں اور لازم و ملزوم بھی، کسی ایک میں بھی کوتاہی پر دوسرے ہدف کی سمت پیش رفت ناممکن ہو جاتی ہے۔ موجودہ حالات کے پیشِ نظر آج اس خطے میں پہلے سے کہیں زیادہ ایسی جہادی تحریک کی ضرورت ہے جو مذکورہ دونوں اہداف کو برابر اہمیت کے ساتھ نگاہوں میں رکھ کر آگے بڑھے۔ ایسی تحریک بلاشبہ مسلمانانِ برصغیر کے لیے رحمت و برکت کا باعث ہو گی اور ظلم و فساد کی اس سیاہ رات کو شریعت کی پرنور صبح میں تبدیل کرنے کا بھی ذریعہ بنے گی، ان شاء اللہ۔ پس ہر مجاہد اور جہادی جماعت کا شرعی فرض بنتا ہے کہ وہ اپنی تمام تر جہادی سرگرمیوں کا محور مذکورہ بالا مقاصد کو رکھے۔

یہ مقاصد حاصل کرنے کے لیے جہاد کا عملی طریقۂ کار کیا ہونا چاہیے؟ جماعت قاعدۃ الجہاد برصغیر کا یہ 'لائحۂ عمل' اس طریقۂ کار کو واضح کرنے کی ایک کوشش ہے۔ ہم یہاں یہ بتانا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ جہاد اجتماعی عبادت ہے اور اس میں ایک فرد یا جماعت کے افعال خاص اُس فرد یا جماعت تک محدود نہیں رہتے ہیں بلکہ وہ میدان میں برسرِپیکار تمام مجاہدین اور پوری امت کو متاثر کرتے ہیں، اس لیے ہم جہاں اپنی جماعت سے منسلک مجاہدین کو پیش کردہ لائحے کا مکمل پابند بناتے ہیں وہاں دیگر برادر جماعتوں سے بھی درخواست کرتے ہیں کہ آیئے سب مل کر مقاصدِ جہاد کی تکمیل کے لیے اپنی شرعی ذمہ داریاں ادا کریں، اس مبارک عمل میں ایک دوسرے کے معاون بنیں اور ایسے تمام امور کا سدِباب بھی ہم مل کر کریں جو اس پورے خطے کی جہادی تحریک کو نقصان دینے والے ہوں۔ اگر ہم نے صدقِ دل کے ساتھ یہ اجتماعی ذمہ داری نبھائی تو بلاشبہ ہمارا یہ جہادی سفر اللہ کی رضا کا موجب بھی ہو گا اور اس خطے میں امت مظلومہ کی نصرت، مسلمانوں کی ہدایت اور نظامِ کفر کے خاتمہ پر بھی منتج ہو گا، ان شاء اللہ۔

لائحۂ عمل کا تعارف

جماعت 'قاعدۃ الجہاد برصغیر'، جماعت 'قاعدۃ الجہاد' (المعروف بہ القاعدہ) کی ایک شاخ ہے جس کی تاسیس سال ۱۴۳۵ھ میں ہوئی۔ جماعت کی ابتداء میں زیادہ تر وہ مجموعات اس میں ضم کیے گئے جو عرصہ دراز سے جماعت قاعدۃ الجہاد کے تحت یہاں مصروفِ جہاد تھے۔ یہ جماعت مرکزی جماعت قاعدۃ الجہاد کے امیر کی اطاعت میں ہے۔ اس کا دائرۂ کار برما سمیت برصغیر کا مکمل خطہ ہے جس میں خاص طور پر تین بڑے ممالک پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش شامل ہیں۔ اپنی ابتداء سے یہ جماعت، جماعتِ قاعدۃ الجہاد کی عمومی ہدایات کے مطابق برسرِ جہاد ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اب جماعت قاعدۃ الجہاد برصغیر کا لائحۂ عمل جاری کیا جارہا ہے۔

اس لائحہ کی تیاری میں جماعت قاعدۃ الجہاد کے امیر شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کی جانب سے جاری کردہ 'جہادی عمل سے متعلق عمومی ہدایات' [توجیھات عامة للعمل الجھادي] بنیادی مرجع کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس طرح دیگر علمائے جہاد کے فتاویٰ اور نصف صدی سے زائد کے طویل جہادی تجارب سے بھی مدد لی گئی ہے۔ اس لائحے میں اصولی امور کے ساتھ ساتھ گاہے بگاہے انتظامی نوعیت کے امور بھی شامل کیے گئے ہیں جن میں حسبِ ضرورت تبدیلی ممکن ہے۔ یہ تبدیلی امیر جماعت قاعدۃ الجہاد برصغیر، جماعت قاعدۃ الجہاد برصغیر کی شوریٰ کی موافقت سے کرسکتے ہیں۔ جماعت سے منسلک ہر فرد اس لائحۂ عمل کے مطابق کام کرنے کا پابند ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں امیر جماعت اور جماعت کی شوریٰ احتساب کا حق رکھتے ہیں۔

لائحہ میں استعمال ہونے والی اصطلاحات کی وضاحت

جماعت: اس اصطلاح سے مراد جماعت قاعدۃ الجہاد برصغیر ہے جسے مختصراً 'القاعدہ برصغیر' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

جہاں جماعت کے ساتھ امیر، نائب اور شوریٰ کی اضافت ہے تو اس سے مراد جماعت قاعدۃ الجہاد برصغیر کے امیر، نائب اور شوریٰ ہیں۔

لجنہ شرعیہ: اس سے مراد جماعت قاعدۃ الجہاد برصغیر کا وہ شعبہ ہے جو علمائے کرام پر مشتمل ہے اور جس کی ذمہ داری شرعی امور میں رہنمائی ہے۔

لائحۂ عمل کا مقصد

لائحے کی اشاعت کے درجِ ذیل بڑے مقاصد ہیں:

- جماعت سے منسلک مجاہدین کے سامنے دائرۂ عمل رکھنا، انہیں غیر شرعی کارروائیوں سے روکنا اور ایسے اہداف کو نشانہ بنانے سے بھی انہیں باز رکھنا جو شرعاً تو جائز ہوں مگر تحریکِ جہاد کے لیے نقصان دہ یا غیر مفید ہوں۔
- میدانِ جہاد میں موجود تمام مجاہدین کو اہداف کے چناؤ اور طریقۂ کار میں یک جہتی، یکسانیت اور وحدتِ عمل کی پُر خلوص دعوت دینا۔
- عوام کو اپنے مقاصد و طریقۂ کار سے آگاہ کر کے انہیں دعوتِ جہاد دینا۔

پہلا باب: جماعت کے مقاصد

1. عبادت سے لے کر حاکمیت تک کو اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خالص کرنے کی دعوت دینا۔
2. شریعت محمدی ﷺ کو نافذ کرنے اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے قیام کی سعی کرنا (امارت اسلامی افغانستان کی تقویت ودفاع اسی مقصد کا حصہ ہے)۔
3. تمام مقبوضہ اسلامی سرزمینوں اور بیت المقدس سمیت تمام اسلامی مقدسات کو کفار کے تسلط سے آزادی دلانا۔
4. ظلم، حق تلفی اور استحصال کا راستہ روکنا اور ایسا اسلامی معاشرہ قائم کرنا جہاں امن وامان، عدل اور خیر کا بول بالا ہو۔
5. مسلمانوں کے دین، عزت، جان اور مال کی حفاظت اور دفاع کرنا۔ نیز پوری دنیا کے مظلوموں کی مدد کرنا۔
6. کفار اور طواغیت کی جیلوں میں قید مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو رہائی دلوانا۔
7. امت کے وسائل کو غاصب قوتوں سے بازیاب کرانا اور مسلمان عوام میں عادلانہ تقسیم کرنا۔
8. وطن، قوم اور لسانیت کے بت توڑ کر اخوتِ ایمانی کو فروغ دینا اور ایک امت کا تصور بیدار کرنا۔
9. اللہ کی جنتوں کا حصول... جسے اللہ رب العزت نے راہِ جہاد پر استقامت کے ساتھ جوڑا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ”بھلا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ (یونہی) جنت کے اندر جا پہنچو گے؟ حالانکہ ابھی تک اللہ نے تم میں سے ان لوگوں کو جانچ کر نہیں دیکھا جو جہاد کریں، اور نہ انھیں جانچ کر دیکھا ہے جو ثابت قدم رہنے والے ہیں۔“ (سورۃ آلِ عمران: ۱۴۲)

دوسرا باب: جماعت کے چند بنیادی اہم اصول

1. جماعت عالمی کفریہ نظام کے خاتمے اور نفاذِ شریعت کے لیے جہاد فی سبیل اللہ کو فرض سمجھتی ہے اور وہ اس فرض کی ادائیگی میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں کرتی۔
2. جماعت نفاذِ شریعت کے لیے دعوت وقتال کو لازم وملزوم گردانتی ہے اور کوشش کرتی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کی تقویت وترقی کا باعث ہوں۔
3. فریضۂ جہاد کی ادائیگی میں جماعت خود کو شریعت کے ان واضح اصولوں کا پابند سمجھتی ہے جنھیں سلفِ صالحین نے قرآن وسنت کی روشنی میں مدون کیا ہے۔
   i. چنانچہ جماعت شریعت کے دشمنوں کو مارنے، ان سے جنگ کرنے یا ان کے اموال غنیمت بنانے میں شریعت کے واضح اور مسلّمہ دلائل کو بنیاد بناتی ہے نہ کہ بے جا تاویلات اور مبہم عبارات کو۔
   ii. جماعت عین میدانِ جنگ میں بھی اپنے سے منسلک مجاہدین کو اس بات کا پابند بناتی ہے کہ وہ دشمن کے ساتھ معاملہ کرتے ہوئے بھی شریعت کے اصولوں کی پاسداری کریں گے اور بودی اور بے جا تاویلات کا سہارا لے کر کسی بھی مشتبہ امر سے گریز کریں گے۔ چنانچہ کسی شخص کی جان یا مال مشتبہ ہو جانے کی صورت

میں جماعت اپنے سے منسلک مجاہدین کو فقہائے امت کے بیان کردہ مسلّمہ اصولوں کی پابندی کا امر کرتی ہے۔

4. جماعت ہر اس ہدف کو نشانہ بنانے اور قتل کرنے سے روکتی ہے جس کو مارنا شرعاً تو جائز ہو مگر اس ہدف کو نشانہ بنانے یا قتل کرنے سے مرتب ہونے والے نتائج جہاد کو فائدہ کم اور نقصان زیادہ پہنچائیں، نیز ایسی کارروائیوں سے بھی جماعت روکتی ہے جو مسلمان عوام کی سمجھ سے بالاتر ہوں اور انہیں جہاد سے متنفر کرنے والی ہوں۔

5. جماعت ہر اس طریقے سے اموال لینے پر پابندی لگاتی ہے جس کی وجہ سے جہاد اور مجاہدین بدنام ہوتے ہوں۔
   i. جماعت کسی ایسے کافر سے مال لینے پر بھی پابندی لگاتی ہے جس کا پیسہ لینا شرعاً تو جائز ہو لیکن وہ غریب اور طبقاتی طور پر مظلوم ہو۔ جس کی وجہ سے اسلام اور جہاد کا چہرہ مسخ ہونے کا اندیشہ ہو۔ کیونکہ جہاد فی سبیل اللہ کے مقاصد میں سے ایک مقصد غریب و نادار اور مظلوموں کو مقتدر طبقے کے ظلم سے نجات دلا کر اسلام کی چھاؤں میں لانا ہے۔
   ii. چنانچہ جماعت غنائم کے سلسلے میں واضح اہداف متعین کرتی ہے جن کا مال لینے میں کسی کو شک و شبہ نہ ہو۔

6. اسی طرح کسی بھی کلمہ گو کی تکفیر کرنے، اس سے جنگ کرنے، اس کو قتل کرنے میں جماعت خود کو 'اہل السنۃ والجماعۃ' کے واضح اور مسلّمہ اصولوں کا پابند سمجھتی ہے، اور ہر ایسی ناحق تاویل سے خود کو بچاتی ہے جو شرعی اعتدال کے راستے سے ہٹاتی ہو۔ نیز جماعت عام ساتھیوں کو ان نازک موضوعات پر بات کرنے سے روکتی بھی ہے اور ان معاملات میں انہیں جید علماء کا پابند بناتی ہے۔

7. جماعت شرعی مسائل میں خطے کے اہلِ حق علماء سے رجوع کرتی ہے اور اُن تمام معاصر علماء سے استفادہ بھی ضروری سمجھتی ہے جن کا تقویٰ، علم اور تجربہ مسلّم ہے۔

8. جماعت کی پالیسی ہے کہ وہ اپنی تمام تر توجہ اس ظالم کفریہ نظام کے خلاف جنگ پر صرف کرتی ہے اور اس کے علاوہ جانبی لڑائیوں میں الجھنے سے خود کو بچاتی ہے۔

9. جماعت جن اہداف پر کام کرتی ہے انھیں اعلانیہ قبول کرتی ہے اور جنھیں ہدف بنانا غلط سمجھتی ہے ان کا اعلان اس لائحہ میں کر دیا گیا ہے۔ پھر بھی اگر کبھی خطاء ہو جائے تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے سامنے اس کی معافی مانگے گی اور قوم کے سامنے بھی اس کا اعتراف کر کے تلافی کی کوشش کرے گی، اس لیے کہ آخرت کی پکڑ دنیا کی پکڑ سے کہیں زیادہ ہے۔

10. محسنِ امت شیخ اسامہ بن لادن شہید رحمہ اللہ ہی کے وقت سے القاعدہ اپنی کارروائیوں میں حکمتِ عملی پر خصوصی توجہ دیتی ہے۔ چنانچہ ہدف کو نشانہ بنانے میں جگہ کا انتخاب، وقت اور موقع و مناسبت کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کی روشنی میں ہم اپنی حکمتِ عملی کم وسائل کی مدد سے بہتر سے بہتر نتائج حاصل کرنے کی بنیاد پر مرتب کرتے ہیں۔

تیسرا باب: امارت اسلامیہ افغانستان سے تعلق

1. جماعت قاعدۃ الجہاد کے بانی شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ نے عالی قدر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ نے شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد اس بیعت کی تجدید کی، اور امیر المومنین ملا عمر رحمہ اللہ کے بعد امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ اور آپ کے بعد امیر المومنین شیخ ہبۃ اللہ حفظہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔

2. جماعت کے امیر مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ نے بھی شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کے واسطے سے امارت اسلامیہ افغانستان کے موجودہ امیر، عالی قدر امیر المومنین شیخ الحدیث و التفسیر مولوی ہبۃ اللہ اخوندزادہ نصرہ اللہ کی بھی بیعت کی ہے اور القاعدہ برصغیر اس بیعت کے تحت برصغیر میں نفاذِ شریعت کے لیے کوشاں ہے۔

3. جماعت کے مقاصد میں سے ایک بڑا مقصد امارت اسلامیہ افغانستان کی تقویت، دفاع اور استحکام ہے۔ اس مقصد کے لیے جہاں جماعت افغانستان سے باہر امارتِ اسلامیہ کے دشمنوں سے برسرِپیکار ہے وہاں جماعت افغانستان کے اندر بھی امارت کے شانہ بشانہ قتال میں شریک ہے اور مسلمانانِ برصغیر کو امارت اسلامیہ کی بیعت اور نصرت کی دعوت دیتی ہے۔

چوتھا باب: مسلمان عوام کے ساتھ ہمارا طرزِ عمل اور ان سے متعلق ضوابط

1. مسلمان عوام ہمارے بھائی ہیں۔ ان کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کو ہم خود پر عائد فرض سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ان کی عزت، جان اور ان کے گناہ گاروں تک کے اموال ہم اپنے لیے حرام سمجھتے ہیں اور انہیں ان کے حقوق کی ادائیگی کی مکمل یقین دہانی کراتے ہیں۔

2. ہم یا ہم سے منسلک کسی ساتھی سے خدانخواستہ اگر کسی بھی مسلمان کے حق میں کوئی زیادتی واقع ہو جائے تو ہم خود کو شرعی محاکے کا پابند سمجھتے ہیں۔

3. مسلمانانِ برصغیر کا حکومتی اور غیر حکومتی مظالم سے دفاع ہم اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں اور مجاہدین کو یہ ذمہ داری حسبِ استطاعت نبھانے کی تلقین کرتے ہیں۔

4. مسلمان عوام کے ساتھ ہمارا تعلق محبت و بھائی چارگی کا ہے۔ ہم دعوت و اصلاح اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ذریعے انہیں دین کی طرف راغب کرنے، ان میں موجود غیر شرعی امور کی اصلاح کرنے اور انہیں قافلۂ جہاد میں شامل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

5. چونکہ علماء ہی اس امت کی اصل قیادت ہیں، انہی کے ذریعے معاشروں کی اصلاح، تعلیم و تربیت کا کام سرانجام پاتا ہے، چنانچہ ہم انہی کے گرد لوگوں کو جوڑ کر معاشرے میں علماء کی قدر و اہمیت کو بڑھانا اور ان کے کردار کو مؤثر بنانا چاہتے ہیں۔

6. تھانہ اور کچہری کے فسادی اور ظالمانہ نظام سے عوام کو کاٹنے اور انہیں مساجد اور دار الافتاء میں علمائے حق کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔

7. قبائل کو ظالمانہ کالے قوانین اور کفریہ جمہوری نظام سے نکال کر محمد ﷺ کے لائے امن و انصاف والے نظام میں داخل کرنا چاہتے ہیں، اس مقصد کے حصول کی خاطر قبائلی علماء اور عمائدین کو بہت اہم سمجھتے ہیں اور انہی کے ذریعہ قبائل میں اسلام کی بہاریں لانے کے طریقۂ کار کو مناسب خیال کرتے ہیں۔

8. جہاں کہیں اللہ ہمیں استطاعت دیں، مسلمانوں کے دینی و دنیاوی فائدے کے کاموں میں أحب الناس الی اللہ انفعهم للناس (اللہ کے محبوب بندے وہ ہیں جو لوگوں کے لیے زیادہ نافع ہوں) کے اصول کے تحت بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی کوشش کرتے ہیں۔

9. دعوت الی اللہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے باب میں ہم حتی المقدور اسوۂ رسول ﷺ کا خاص خیال رکھتے ہیں تاکہ لوگوں کو دین کے ساتھ جوڑا جا سکے اور اس کے نتیجے میں معروف عام ہو اور منکر کا راستہ روکا جا سکے۔

10. عوام میں سے کسی گروہ، قبیلہ یا جماعت کی طرف سے مجاہدین کے خلاف عملی جنگ میں شرکت کی صورت میں ہم خود کو درج ذیل اصولوں کا پابند کرتے ہیں:

i. دعوتی اور مصالحانہ ذرائع استعمال کرتے ہوئے انہیں جنگ سے باز رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے، کیونکہ جانبی لڑائیوں میں الجھنا کفریہ نظام کو فائدہ پہنچاتا ہے۔

ii. دعوتی اور مصالحانہ ذرائع کے استعمال کے باوجود بھی یہ گروہ اگر عملی جنگ سے باز نہ آئے تو ان کے خلاف صرف اتنی ہی قوت استعمال کی جائے کہ ان کے ظلم کو مجاہدین سے دور کیا جا سکے۔

iii. مذکورہ گروہ کے خلاف قوت کے اس استعمال میں بھی مقاتلین اور غیر مقاتلین کا بھرپور خیال رکھا جائے۔ نیز ان کے اموال و املاک کے بارے میں فیصلے کے لیے جماعت کی لجنۂ شرعیہ کی طرف رجوع کیا جائے۔

پانچواں باب: دشمن کی نوعیت اور عسکری کارروائیاں

ہم دشمن کی نوعیت اور اہداف کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں:

- حصہ اول: امارت اسلامیہ کے دفاع کے لیے افغانستان میں قتال
- حصہ دوم: پاکستان میں ہمارے عسکری اہداف
- حصہ سوم: بھارت، بنگلہ دیش اور اراکان (برما) میں دشمن و اہداف

حصہ اول: امارت اسلامیہ کے دفاع کے لیے افغانستان میں قتال

جیسا کہ ابتداء میں ذکر ہو چکا کہ جماعت امارت اسلامیہ افغانستان کی تقویت و دفاع اپنے بنیادی مقاصد میں سے گردانتی ہے۔ اسی تناظر میں افغانستان کی سرزمین پر جہاں عالم کفر کے شیاطین امریکہ کی سرپرستی میں اسلام کے خلاف لڑ رہے ہیں، وہاں امارت اسلامیہ کی صورت میں رحمانی لشکر شریعت کے ان دشمنوں سے برسرِپیکار ہے۔ جماعت سے منسلک مجاہدین بھی امارت کے جھنڈے تلے میدان جہاد میں موجود ہیں اور شریعت کے دشمنوں کے خلاف جنگوں میں بھرپور شریک ہو رہے ہیں۔

ہمارا یقین ہے کہ امارت اسلامیہ کے ہاتھوں امریکہ اور اس کے آلہ کاروں کی شکست اس پورے خطے میں دینی قوتوں کی فتح پر منتج ہو گی، ان شاءاللہ۔

حصہ دوم: پاکستان میں ہمارے عسکری اہداف

واضح رہے کہ جماعت قاعدۃ الجہاد شیخ اسامہ بن لادن شہید رحمہ اللہ کے دور سے ہی اسلام دشمنوں کے بارے میں قرآن کے اس اصول: فَقَاتِلُوْٓا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ (کافروں کی قیادت سے جنگ کرو) کو بنیاد بناتی ہے، جنھیں شیخ اسامہ بن لادن شہید رحمہ اللہ نے سانپ کے سر سے تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ ہر نوع کے دشمن کے بارے میں جماعت کی پہلی ترجیح اس کی اعلیٰ قیادت اور وہ دماغ ہوتے ہیں جن میں دین دشمنی کے منصوبے پنپتے ہیں۔ اسی اصول کی رو سے پاکستان میں وہ قوتیں جماعت کا پہلا ہدف ہیں جو سانپ کے سر امریکہ اور عالمی کفریہ قوتوں کی زیادہ چہیتی ہیں اور ہر دور میں عالمی قوتوں کے مفادات کے لیے مسلمانانِ پاکستان کے ساتھ دھوکہ کرتی رہی ہیں... کیونکہ مقامی سطح پر ان کی قوت توڑے بغیر مسلمانانِ پاکستان کو امریکہ اور عالمِ کفر کی غلامی سے نجات دلانا اور شریعت نافذ کرنا ایک خواب ہی رہے گا...

اس نظریے کے تحت جماعت کے اہداف ترجیحاتی طور پر درج ذیل ہیں:

1. پاکستان میں امریکی کافر باشندے اور ان کے واضح مفادات ہماری اولین ترجیح ہیں۔ اس لیے کہ:
    - امریکہ پوری دنیا میں مسلمانوں پر ظلم و ستم ڈھانے والوں کی براہ راست مدد کرنے والا
    - آزادئ بیت المقدس کے راستے میں بنیادی رکاوٹ
    - عالمی نظام کفر کا سرغنہ اور
    - اسلامی اور جہادی بیداری کے خلاف صف آراء مرکزی دشمن ہے۔
2. پاکستان میں دوسرے نمبر پر اُن کفریہ ممالک کے کافر کارندے ہدف ہیں جو اہل پاکستان کو لوٹتے ہوئے انہیں عالمی طاقتوں کا غلام بناتے ہیں، پاکستانی مسلمانوں کے قتل عام کے لیے فنڈ فراہم کرتے ہیں اور جو افغانستان سے کشمیر، شام اور فلسطین تک امت مسلمہ پر حملہ آور ہیں، مثلاً بھارت اور مسلمانوں کے خلاف برسرِ جنگ مغربی ممالک۔
3. پاکستان پر مسلط ظالمانہ انگریزی نظام کے خلاف قتال ہماری اہم ترجیح ہے، اس لیے کہ:

– ظالمانہ سودی نظام سے نجات ممکن ہے نہ کشمیری اور ہندوستانی مظلوم مسلمانوں کی مدد کی جاسکتی ہے اور نہ ہی خطے میں شریعت کے نفاذ کا خواب پورا ہو سکتا ہے جب تک کہ پاکستان پر مسلط ظالمانہ نظام کے خلاف جہاد نہ ہو۔ پاکستانی ایجنسیوں کی خفیہ سازشوں اور فوج کی اعلانیہ جنگ کے مقابل اہلِ دین کے پاس ان سے لڑنے کے سوا کوئی راستہ نہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ شریعت کے ان دشمنوں کے خلاف جہاد ہی اصل میں غزوۂ ہند کا دروازہ ہے۔ برطانوی سامراج کی پاکستان پر مسلط کردہ یہ فوج شریعت کی اولین دشمن جبکہ امریکہ اور عالمی نظامِ کفر کی بہترین محافظ ہے، اس لیے اس فوج نے ہمیشہ عالمِ کفر کے مفاد کے لیے اسلامی تحریکوں کی پیٹھ میں خنجر گھونپا ہے، اسلام اور اہل اسلام کے خلاف جنگ میں یہی فوج فرنٹ لائن اتحادی کا کردار ادا کر رہی ہے۔ امریکہ کے ہاتھوں امارت اسلامیہ افغانستان کا سقوط اسی کی معاونت کے سبب ممکن ہوا، نصرتِ جہاد اور شریعت کا مطالبہ کرنے کے جرم میں قبائل، سوات اور جامعہ حفصہؓ کی معصوم طالبات پر اسی فوج نے آگ و بارود برسایا، ہزاروں مسلمانوں کو دورانِ قید شہید کیا گیا، سینکڑوں کو پھانسیوں پر لٹکایا گیا۔ پس مجاہدین پر یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ پاکستان ہی نہیں پورے خطے میں اسلامی تحریکات کی کامیابی کے لیے پاکستان پر مسلط نظام کے خلاف جہاد ضروری ہے۔

پس پاکستان میں مذکورہ بالا اہداف کے بعد ہمارے اہداف درج ذیل ہیں:

i. نفاذِ شریعت کے راستے میں رکاوٹ اور امریکی بالادستی قائم رکھنے والی ریاستی مسلح قوتیں... جو بالترتیب اہداف کی اہمیت کے لحاظ سے یہ ہیں:

   أ. خفیہ ایجنسیوں بالخصوص آئی ایس آئی، ایم آئی، ایف آئی اے، سی آئی ڈی، آئی بی وغیرہ کے افسران اور اہلکار

   ب. فوج (بری، فضائی، بحری اور ایف سی) کے اعلیٰ افسران

   ج. قانون نافذ کرنے والے اداروں (رینجرز، سی ٹی ڈی، پولیس) کے اعلیٰ افسران

ii. وزراء اور وہ اعلیٰ بیوروکریٹ... جو براہِ راست اس امریکی جنگ میں محمد ﷺ کے دین کے خلاف برسرِ پیکار ہیں۔

iii. ریٹائرڈ فوجی افسران اور وہ سابقہ حکمران جنہوں نے اسلام کے خلاف نفاذِ شریعت کی اس جنگ میں کھل کر حصہ لیا۔

iv. گستاخانِ نبی ﷺ ... ہمارے ماں باپ ہمارے پیارے پیارے نبی ﷺ کی حرمت پر قربان! اپنے پیارے نبی ﷺ کی ناموس کی خاطر اگر ہمیں اپنا سب کچھ بھی قربان کرنا پڑا تو ہم اس سے دریغ نہیں کریں گے اور ہر قیمت پر اپنے پیارے آقا محمد ﷺ کی ناموس کی حفاظت کریں گے۔

v. قیدی بھائی بہنوں کی رہائی کے لیے:

   أ. جیلوں پر حملے

   ب. آئی جی جیل خانہ جات، عسکری اداروں کے افسران اور مغربی ممالک کے شہریوں کا اغواء

vi. خطے میں لادینیت کی ترویج کرنے والے ملحدین... کیونکہ اپنے معاشروں کو لادینیت سے بچانا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ البتہ اپنے منسلک مجاہد کو خود سے اس قسم کی کارروائی کی اجازت ہم نہیں دیتے بلکہ مرکزی ذمہ داروں سے اس میں اجازت لینا لازم ہے۔ جماعت ایسے معاملات میں اپنے آپ کو جید علمائے کرام سے فتاویٰ لینے کا پابند سمجھتی ہے اور پھر تمام مصالح و مفاسد دیکھ کر ہدف کے بارے میں فیصلہ دیتی ہے۔

vii. دینی طبقے کے دشمن اور قاتل... کیونکہ دینی طبقے اور علمائے حق کا دفاع ہم اپنی خصوصی ذمہ داریوں میں سے سمجھتے ہیں۔ البتہ یہاں بھی ہدف کے انتخاب میں امیر جماعت اور نائب امیر سے اجازت ضروری ہے۔

اہم تنبیہات

1. عسکری اداروں کے تمام افراد ہمارے ہدف ہیں، یہ افراد جنگ کے علاقوں میں ہوں یا بیرکوں اور چھاؤنیوں میں، چھٹی پر آئے ہوئے افراد کو بھی استثناء حاصل نہیں، کیونکہ نفاذِ شریعت کے مقابل محارب ہونے اور کفریہ نظام کا محافظ ہونے کے اعتبار سے شرعاً ان سب کا حکم ایک ہے۔ الّایہ کہ ان میں سے کوئی مجاہدین سے امان حاصل کیے ہوئے ہو۔

2. ہم سپاہی کے مقابلے میں افسران کے قتل کو ترجیح دیتے ہیں۔ چنانچہ جو ہدف ایک افسر کو مارنے سے حاصل ہوتا ہو، اس کے لیے سو سپاہیوں کو نشانہ بنانے کی جگہ اسی ایک افسر کو نشانہ بنانے کی کوشش ہو گی، ان شاء اللہ۔ جتنا بڑا دشمن کا افسر ہو، اسے قتل کرنا ہماری اتنی ہی بڑی ترجیح ہے۔ حکومتی مسلح اداروں میں ایجنسیوں کے افسران کو نشانہ بنانا ہماری اولین ترجیح ہے، اس کے بعد فوج، ایف سی اور اینٹی ٹیررزم فورسز اور پھر رینجرز، پولیس، وغیرہ۔

3. جن سیاست دانوں اور افسروں نے عوام، مجاہدین اور دینی طبقوں کے اہل خانہ پر مظالم کیے ہیں انہیں ہدف بنانا بھی ترجیحات میں شامل ہے۔

حصہ سوم: بھارت، بنگلہ دیش اور اراکان (برما) میں اہداف

1. بھارت و بنگلہ دیش میں بھارتی ریاست، امریکی و اسرائیلی اہداف کے بعد ہمارے اولین نشانے پر ہے، اس لیے کہ:

- بھارتی ریاست کشمیر و بھارت میں مسلمانوں پر مظالم ڈھانے، ان کے گھر بار تباہ کرنے، ان کو طبقاتی طور پر کمزور کرنے اور ان کو جبراً ہندو بنانے کی پالیسی پر گامزن ہے۔ کشمیر اور بھارت میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم اس کی واضح دلیل ہیں۔
- لادینیت اور اسلام دشمنی کا فروغ اور دین دشمن عناصر کی سرپرستی بھارت کی داخلہ اور خارجہ پالیسی کا غالب پہلو ہے۔ بنگلہ دیش، پاکستان اور دیگر ہمسایہ ممالک میں بھارت کی اس پالیسی کا اثر واضح نظر آتا ہے۔
- بھارت پورے خطے (کشمیر، بھارت، بنگلہ دیش اور برما) میں اسلامی و جہادی بیداری کے مقابل امریکہ، روس اور اسرائیل کا مضبوط حلیف ہے۔
- بھارت بنگلہ دیش میں لادین حکومت اور لادین تحریکوں کا سب سے بڑا محافظ ہے اور گستاخانِ رسول ﷺ و ملحدین کو ہر طرح کی امداد فراہم کرتا ہے۔
- بنگلہ دیش کے مسلمانوں کے پانی پر قبضہ، ان کی زراعت کو تباہ کرنے اور مسلمانانِ بنگال کی صنعت و تجارت پر قبضہ کرنے جیسے جرائم کا بھارت مرتکب ہو رہا ہے۔ وہ ہمیشہ سے یہ چاہتا ہے کہ مسلمانانِ بنگال اس کے غلام بن کر رہیں، تاریخ اس پر گواہ ہے۔
- ریاستِ بھارت اسلامی ہندوستان کی تشکیل میں بنیادی رکاوٹ ہے۔ ہندوستان پر ایک ہزار سال تک اسلام کی حکمرانی رہی، اس لحاظ سے اس اسلامی سرزمین کو دوبارہ اسلام کے جھنڈے تلے لانا اور یہاں توحید کی حکمرانی قائم کرنا ہم پر شرعاً فرض ہے۔

چنانچہ بھارت و بنگلہ دیش میں ہمارے عسکری اہداف درج ذیل ہیں:

i. بھارتی ریاست کے وہ ادارے جو مسلم کش پالیسی کو تقسیمِ ہند سے جاری رکھے ہوئے ہیں، بالخصوص بھارتی پولیس، فوج اور خفیہ ایجنسیوں کی قیادت۔

ii. ہندو فرقہ پرست تنظیموں کی وہ قیادت جو مساجد کو شہید کرنے، مسلمانوں کو قتل کرنے، ان کی املاک تباہ کرنے اور مسلمانوں کو جبراً ہندو بنانے میں ملوث ہے۔

iii. بھارتی فوج کے وہ افسران جن کے ہاتھ ہمارے کشمیری بھائیوں کے خون سے رنگین ہیں۔

iv. گستاخانِ رسول ﷺ

2. برما میں برمی مسلمانوں پر ظلم کرنے والی فوج اور مسلح بدھ گروہ ہمارا ہدف ہیں۔ تاکہ

- برما کے مظلوم مسلمانوں کی مدد اور ان کا دفاع کیا جائے۔
- ظالم برمی حکومت سے برمی مسلمانوں کا انتقام لیا جائے۔
- اور اسلامی اراکان کو قابض برمی فوج سے واپس حاصل کیا جائے۔

3. خطے کے کسی بھی علاقے میں ہندو، بدھ مت اور دیگر مذاہب کے عام افراد، آبادیوں اور عبادت خانوں کے خلاف کارروائیاں کرنا ہمارا ہدف نہیں۔ اس لیے کہ ہماری جنگ ان مذاہب کے ان مسلح گروہوں کے خلاف ہے جو مسلمانوں پر ظلم کر رہے ہیں۔

چھٹا باب: وہ کارروائیاں جن سے اجتناب ضروری ہے اور ان سے متعلق ضوابط

1. ہم ہر ایسی کارروائی سے اجتناب کرتے ہیں جو عام مسلمانوں کو مجاہدین سے متنفر کرنے والی ہو یا جو ان کی سمجھ سے بالاتر ہو۔ اس مسئلہ میں ہم رسول اللہ ﷺ کی اس حکمت عملی پر عمل کرتے ہیں جس میں لوگوں کو دعوت سے متنفر نہ کرنے کی غرض سے آپ ﷺ نے منافقین کو قتل نہیں کروایا۔

2. ہم عمومی طور پر ایسے تمام لوگوں کے خلاف قتال کرنے اور انہیں زک پہنچانے سے اجتناب کرتے ہیں جو ہمارے خلاف ہتھیار نہ اٹھائیں اور نہ اس میں معاونت کریں اور بالاصل تمام تر توجہ شریعت کے دشمنوں اور نظام کفر کا دفاع کرنے والوں پر مرکوز کرتے ہیں، ان شاء اللہ۔

3. مساجد، جنازوں، بازاروں اور کچہریوں سمیت ایسے تمام عوامی مقامات میں جہاں عام مسلمانوں کو نقصان پہنچنے کا خدشہ ہو دھماکے کرنا ہم بالکل غلط سمجھتے ہیں، ایسی جگہوں پر جائز ہدف کو مارنے سے بھی اجتناب لازمی سمجھتے ہیں کیونکہ ایسی کارروائیوں سے عام مسلمانوں کو نقصان پہنچ سکتا ہے جو اللہ کی پکڑ کا موجب ہے۔ ان کارروائیوں سے چونکہ مجاہدین کی دعوت مسخ ہو جاتی ہے اس لیے ان سے اسلام کو فائدے کے بجائے نظام کفر کو تقویت ملتی ہے۔

4. ہم دشمن سے تعلق رکھنے والے غیر مقاتلین (یعنی وہ لوگ جو جنگ میں حصہ نہیں لیتے ہیں مثلاً خواتین اور بچوں) کو نشانہ بنانے سے اجتناب کرتے ہیں۔

5. ہم پاکستان اور بنگلہ دیش میں فوجیوں کی بیویوں اور بالغ و نابالغ بچوں کو مارنا شریعت کی رو سے غلط سمجھتے ہیں۔ فوجیوں کی نظام کفر کی تقویت اور نفاذِ شریعت کے خلاف لڑائی ان کے ارتداد اور محاربے کا سبب ہے جبکہ ان کی بیویوں اور اولاد سے محض رشتے کی وجہ سے ارتداد یا محاربہ ثابت نہیں ہوتا بلکہ ان کے بارے میں اصل حکم مسلمان ہونے کا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: وَلَا يُؤْخَذُ الرَّجُلُ بِجَرِيرَةِ أَبِيهِ وَلَا بِجَرِيرَةِ أَخِيهِ (کسی شخص کو اس کے باپ یا اس کے بھائی کے جرم میں نہیں پکڑا جائے گا) (سنن النسائی و مسند احمد)۔ ہاں ان میں سے کسی کا مسلمانوں کے خلاف لڑنا ثابت ہو جائے تو پھر جنگ میں عملی حصہ لینے کے سبب اس کا حکم بھی اس کے باپ اور اس کے شوہر جیسا ہو گا۔

6. مروجہ نظام تعلیم فاسد اور کفار کا تراشیدہ ہے البتہ ہم تعلیمی اداروں کو ہدف بنانا انتہائی غلط اور غیر شرعی سمجھتے ہیں، اس لیے کہ مسلمان ممالک اور مسلم اکثریتی علاقوں میں ان اداروں کے اساتذہ، طلبہ و طالبات اور دیگر وابستہ افراد بالعموم مسلمان ہیں۔ ہمارے نزدیک فاسد نظامِ تعلیم کی اصلاح اجتماعی نظام کی تبدیلی سے ہی ممکن ہے۔

7. مزاروں وغیرہ میں دھماکوں کو ہم غلط سمجھتے ہیں، ہم شریعت مطہرہ کی روشنی میں شرک فی القبور اور بدعات کے خلاف فی الوقت دعوت و تربیت کے ذریعے سے اصلاح کی کوشش کرتے ہیں۔ فتح کے بعد علماء کی رہنمائی میں ان امور کے تدارک کے لیے مؤثر اقدامات اٹھائے جائیں گے، ان شاء اللہ۔

8. ہماری جماعت کی طرف سے کسی کارروائی میں خطا کی صورت میں عام مسلمانوں کو نقصان پہنچ جائے تو:

   i. بلاتردد اپنی خطا کا اعلان کریں گے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے معافی کے بعد مسلمانوں سے بھی معافی کی درخواست ہو گی۔

   ii. کارروائی کی تنفیذ کرانے والے مجاہدین کا محاسبہ ہو گا۔ اگر کسی فرد سے اس ضمن میں کوتاہی ہوئی تو جماعت کی لجنۂ شرعیہ کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا جائے گا اور کوتاہی ثابت ہونے پر اس کا ارتکاب کرنے والوں کو سزا دی جائے گی۔

   iii. جن مسلمان بھائیوں کا نقصان ہوا ہو ان سے جماعت یہ درخواست کرے گی کہ وہ نقصان کی تفصیل جماعت کی قیادت کو پہنچا دیں۔ جماعت کی جب بھی استطاعت ہوئی، دیت یا مالی تاوان کی صورت میں ان شاء اللہ نقصان کی تلافی کرے گی۔

9. چونکہ ہم نظام کفر سے جنگ کے علاوہ جانبی لڑائیوں سے اجتناب کرتے ہیں، اس لیے عیسائیت، ہندومت کے مذاہب سے تعلق رکھنے والوں کی بستیاں جو صدیوں سے پاکستان، بنگلہ دیش اور دیگر مسلم اکثریتی علاقوں میں مخصوص جگہوں پر موجود ہیں، ان کے خلاف جماعت جنگ میں پہل نہیں کرتی، سوائے اس صورت میں کہ کسی جگہ کسی بستی کے عیسائی، ہندو وغیرہ مسلمانوں کے خلاف صف بستہ ہو جائیں یا ان میں سے کوئی رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے یا قرآن کی بے حرمتی کرے۔ اس صورت میں اُس مخصوص بستی کے عیسائیوں کے ضرر سے مسلمانوں کو بچانے کے لیے بس انہی کے خلاف جنگ کی جائے گی۔

10. جماعت عیسائیوں کے گرجا گھروں، ہندوؤں کی عبادت گاہوں کو نشانہ نہیں بناتی۔ باذن اللہ فتح کے بعد علماء کے فتاویٰ کی روشنی میں ان کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔

ساتواں باب: روافض، قادیانیوں اور اسماعیلیوں کے حوالے سے حکمت عملی

1. روافض، قادیانیوں اور اسماعیلیوں کو جماعت شریعت کی نظر سے کافر سمجھتی ہے اور مسلمانوں میں ان فرقوں کی گمراہی کو واضح کرتی ہے۔

2. جماعت کی پالیسی ہے کہ وہ ظالم کفری نظام اور اس کی محافظ قوتوں کے خلاف جنگ کے علاوہ جانبی لڑائیوں میں نہیں الجھتی۔ اس لیے روافض، قادیانی اور اسماعیلی اگر اہل سنت کے خلاف عملی جنگ نہیں کرتے تو ان کے خلاف جماعت بھی جنگ میں نہیں الجھتی بلکہ اپنی ساری توجہ نظامِ کفر پر مرکوز رکھتی ہے جو ان فرقوں سمیت تمام دشمنانِ دین کی حفاظت بھی کرتا ہے اور ان کے فروغ کے لیے سہولیات بھی فراہم کرتا ہے۔

3. روافض، قادیانیوں اور اسماعیلیوں میں سے اگر کوئی اہل سنت کے خلاف جارحیت پر اتر آئے تو اس جارحیت کو روکنے کے لیے ان کی قیادت اور لڑنے والوں کو بھرپور جواب دیا جائے گا۔ البتہ اس وقت بھی قرآن کے فرمان فقاتلوا أئمة الكفر کی بنیاد پر یہی ترجیح ہوگی کہ دفاعی اداروں اور ایوانوں میں موجود رافضی و قادیانی قیادت کو نشانِ عبرت بنایا جائے جو اہل السنۃ والجماعۃ کے خلاف اصل منصوبہ ساز ہیں۔

4. جب تک نظامِ کفر کو شکست نہ ہوئی ہو ان فرقوں کے حوالے سے مندرجہ بالا حکمتِ عملی پر ہم عمل کریں گے، مگر فتح کے بعد علمائے امت ان کے بارے میں جو بھی فیصلہ کریں گے ان شاء اللہ اسی پر عمل ہوگا۔

5. روافض، قادیانیوں اور اسماعیلیوں کے وہ لوگ جو پانچویں باب میں بیان کردہ جماعت کے بنیادی اہداف میں کسی ہدف پر موجود ہوں تو جماعت انہیں اہل السنۃ والجماعۃ کے خلاف ان کے بغض کی بنا پر ترجیحاً نشانہ بنائے گی۔

آٹھواں باب: سیکولر جماعتوں کے ساتھ تعامل کے حوالے سے اصول

1. تشریح: سیکولر (لادین) جماعت سے وہ جماعت مراد ہے جو اپنے منشور میں اسلام کو ریاستی اور اجتماعی معاملات سے خارج سمجھتی ہے۔ سیکولر (لادین) جماعت حکومت میں بھی ہو سکتی ہے اور حکومت سے باہر بھی ہو سکتی ہے، پھر لادین جماعتوں میں بعض مجاہدین کے خلاف لڑتی ہیں، تحریض دلاتی ہیں اور بعض ایسی بھی ہیں جو جنگ میں فریق نہیں بنتی ہیں، اسی طرح بعض جماعتیں سیاسی مقاصد کی خاطر بعض اوقات حکومتی فیصلوں کی مخالفت کرتی ہیں۔۔۔ ان سب کو ایک لاٹھی سے نہیں ہانکا جائے گا بلکہ ہر جماعت کے ساتھ اس کے طرزِ عمل کے مطابق تعامل ہوگا۔

2. سیکولر (لادین) جماعتوں کی اعلیٰ قیادت جو کہ کھلم کھلا شریعت دشمنی کا اظہار کرتی ہے اور قرآن کے قانون کے مقابلے کفریہ قوانین کا نفاذ چاہتی ہے انہیں ہم واضح شرعی نصوص کی بنیاد پر طائفہ مرتدۃ (مرتد گروہ) میں سے سمجھتے ہیں، انہیں مارنا بھی جائز ہے۔ البتہ ان میں سے کس کو مارنا ہے، کب مارنا ہے اور کس کو نہیں مارنا ہے، یہ جماعت کی اعلیٰ قیادت کی اجازت سے ہوگا۔ جماعت کی قیادت مصالح و مفاسد کو دیکھ کر ان کے خلاف اقدام کا فیصلہ کرتی ہے۔

3. جو سیکولر جماعت مجاہدین کے خلاف لڑ رہی ہو یا لڑنے میں معاونت کر رہی ہو اس کے خلاف جنگ کو ہم ترجیح دیں گے۔

4. نفاذِ شریعت کے خلاف فوج کے ساتھ پیش پیش رہنے والی سیکولر جماعت کی قیادت کو ہدف بنانا اول ترجیح ہوگی، خواہ وہ حکومت میں ہو یا ماضی میں حکومت میں رہی ہو۔

5. کسی بھی سیکولر جماعت کے خلاف ایسی عمومی جنگ نہیں ہوگی کہ ان کے ہر ووٹر اور ہر چھوٹے بڑے کارکن کو ہدف بنایا جائے، بلکہ صرف ان کی قیادت اور اُن افراد کو ہدف بنایا جائے گا جو مجاہدین کے خلاف لڑ رہے ہوں، باقی ان کی خواتین، بچے، رشتہ دار اور عام کارکنان ہمارے ہدف ہرگز نہ ہوں گے۔

6. سیکولر جماعتوں کے عام ووٹر جو کہ ان کے روٹی، کپڑا، مکان اور نوکری وغیرہ جیسے پرفریب وعدوں کے سبب ان لادین جماعتوں کے ساتھ ہیں، نہ ان کی ہم تکفیر کرتے ہیں، نہ انہیں ہدف بناتے ہیں، البتہ ان کا اس جماعت کی تائید کرنا گناہ ہے، چنانچہ ہم انہیں یہ سمجھانے کی بھرپور کوشش کریں گے، ان شاء اللہ۔

7. ہم اپنی دعوت میں یہ واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہماری ان سیکولر جماعتوں سے دشمنی لسانی، قومی اور دیگر نعروں کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ ان کی اسلام دشمنی ہی ان کے ساتھ جنگ کا سبب ہے۔

8. جہاں ان جماعتوں کو نشانہ بنانے سے فائدے سے زیادہ نقصان کا اندیشہ ہو، یا عام مسلمانوں کے سامنے ان کی اسلام اور جہاد دشمنی واضح نہ ہو وہاں رسول اللہ ﷺ کی منافقین کے بارے میں حکمت عملی کی پیروی میں انھیں ہدف بنانے میں تاخیر کریں گے حتیٰ کہ ان کا معاملہ واضح ہو جائے اور ممکنہ نقصان کا سدِّباب ہو جائے۔

نواں باب: دشمن کے قیدیوں اور تسلیم ہو جانے والے افراد کے معاملات

1. دشمن کے قیدیوں اور تسلیم ہو جانے والے افراد کے معاملات میں فیصلہ کرنے کا اختیار امیر جماعت اور نائب امیر کے پاس ہے۔ ان کے سوا کوئی اور فرد اس معاملے میں تصرف کا حق نہیں رکھتا۔ البتہ امیر جماعت اور نائب فیصلہ کرنے سے پہلے مسؤول لجنۂ شرعیہ اور مسؤول لجنۂ عسکریہ سے مشورہ کریں گے۔

2. حربی اصلی کافروں (جیسے یہودی، عیسائی، ہندو، سکھ، وغیرہ) میں سے جو لوگ قید ہو کر آئیں گے ان کے حوالے سے جماعت کے پاس چار اختیارات ہیں:

   i. ان قیدیوں کے بدلے مسلمان قیدیوں کا تبادلہ کیا جائے یا

   ii. ان قیدیوں کے بدلے فدیہ لیا جائے یا

   iii. ان قیدیوں کو احساناً چھوڑ دیا جائے یا

   iv. ان قیدیوں کو قتل کر دیا جائے۔

3. اگر حربی اصلی کافر قیدی، مسلمان ہو جائے تو اس صورت میں اس کا قتل جائز نہیں۔ البتہ اس کا تبادلہ اس شرط پر جائز ہو گا کہ قیدی کی رضا اس میں شامل ہو اور دوبارہ کافر ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔

4. مرتدین میں سے جو لوگ گرفتار ہو جائیں تو ان کے معاملے میں درج ذیل اختیارات میں سے کوئی ایک استعمال کیا جائے:

   i. اس قیدی کا مسلمان قیدیوں کے عوض تبادلہ کیا جائے۔

   ii. اس قیدی کو تعزیراً یا حداً قتل کر دیا جائے۔ اس معاملے میں امیر جماعت اور نائب امیر، لجنۂ شرعیہ کے قاضی کے حکم کی مدد سے فیصلہ کریں گے۔

   iii. اس قیدی کا مال کے عوض تبادلہ کیا جائے۔ مذکورہ امور کا فیصلہ امیر اور نائب کے اختیار میں ہے، کوئی اور فرد اس میں تصرف کا حق نہیں رکھتا۔

5. وہ لوگ جو شریعت کے دشمنوں کی صف میں شامل ہوں، جماعت کے ہاتھ پر تسلیم ہو جائیں اور شریعت کے دشمنوں کو یکسر چھوڑ دیں تو جماعت ایسے لوگوں کی حوصلہ افزائی کرتی ہے، نیز مسلمانوں سے کہتی ہے کہ وہ دشمن کی صف میں موجود اپنے قریبی لوگوں کو دعوت دیں کہ وہ شریعت کے خلاف جنگ کرنا چھوڑ دیں۔ ایسے لوگ اگر جماعت میں شمولیت چاہیں تو جماعت ایسے فرد سے جہادی کام لے سکتی ہے۔

6. وہ لوگ جو دشمنوں کی صف میں شامل ہوں اور جماعت کے ہاتھ پر تسلیم ہو جائیں، تاہم دشمن کے درمیان موجود رہیں تو ایسے لوگوں کو خاص جماعت کی طرف سے امان حاصل ہو گی اور ان کی معلومات کو صیغۂ راز میں رکھا جائے گا۔

دسواں باب: جہادی جماعتوں کے حوالے سے ہماری حکمت عملی

1. وہ جماعتیں جو برصغیر میں نظامِ کفر کے خلاف برسرِپیکار ہیں اور شریعت کے قیام کے لیے جہاد کر رہی ہیں ان کے ساتھ محبت، اخوت اور تعاونوا علی البر والتقوی پر مبنی تعلق ہوگا۔ انہیں ہم اپنے جسم کا حصہ سمجھتے ہیں، ان کے دکھ پر دکھی اور ان کی خوشی پر ہم خوش ہوتے ہیں۔

2. جماعت کی کوشش ہوگی کہ الدین النصیحة کے تحت جہادی جماعتوں کے ساتھ باہمی نقد واصلاح کی مثبت فضا قائم ہو۔ اس سلسلے میں ایک دوسرے کی پوشیدہ خطاؤں پر اصلاح کی پوشیدہ کوشش کریں گے جبکہ اعلانیہ خطاؤں پر تمام مجاہدین اور عام مسلمانوں کو مسئلہ واضح کرنے کے لیے اعلانیہ توجہ دلائی جائے گی۔ اسی طرح غیر شرعی فعل یا ایسی کارروائی جس کا مفسدہ اس کی مصلحت سے زیادہ ہو اور اس کارروائی کا سیاستِ شرعیہ کے خلاف ہونا واضح ہو اس سے برأت کی جائے گی۔

3. جہاد کو ایک مثبت رخ تب ہی مل سکتا ہے جب پاکستان میں برسرِپیکار جہادی جماعتیں عسکری کارروائیوں کے حوالے سے اہداف کے تعین میں چند واضح اصولوں پر متفق ہوں۔ مطلوبہ اتفاق پیدا کرنے کے لیے تنظیموں کے مختلف ہونے کے باوجود انہیں ایک حکمتِ عملی پر اکٹھا کرنے کی جماعت کی طرف سے خیر خواہانہ کوشش ہوگی۔ اس سلسلے میں جماعت برادر جہادی تنظیموں کے ساتھ متفقہ اصولوں پر معاہدوں کی صورت میں اتحاد قائم کرنے کے لیے کوشاں رہے گی اور ان سے ہر قسم کی معاونت کے لیے تیار ہے۔

4. بیان شدہ نکتہ نمبر 3 ہی کی تکمیل میں برصغیر کے اندر برسرِجہاد جماعتوں کو امارت اسلامیہ افغانستان کی بیعت کی بھی دعوت دیتے ہیں۔ اس لیے کہ خطے میں ایک نافع اور تعمیری اتحاد امارتِ اسلامیہ افغانستان کی بیعت، جہادی امور میں شریعت کی اتباع اور سیاستِ شرعیہ کی بنیاد پر ہی قائم ہو سکتا ہے۔

5. جماعت برادر جہادی تنظیموں کو اپنے مذکورہ لائحہ کے مطابق مشترکہ کارروائیوں کی بھی دعوت دیتی ہے۔ اس صورت میں جماعت ہر تنظیم کے ساتھ غلبۂ دین اور جہاد کی تقویت کے لیے کھلے دل کے ساتھ تعاون کرے گی۔

6. نکتہ نمبر 3 ہی کے تحت تمام جماعتوں میں دعوتی، فکری، تربیتی، شرعی اور عسکری امور میں باہمی تعاون پیدا کرنے کی کوشش ہوگی۔

7. مشکلات اور مصائب میں ان جماعتوں کے ساتھ ہر قسم کا ہمدردانہ اور معاونت پر مبنی تعلق قائم رکھیں گے۔

8. ایسے امور پر جو سب جماعتوں کو یکسر متاثر کرتے ہوں مشاورت کا دروازہ کھلا رکھیں گے اور ایسے ہر فیصلے میں ان جماعتوں کو ساتھ لے کر چلنے کی کوشش کریں گے، ان شاءاللہ۔

9. اگر کوئی مجموعہ یا تنظیم منہجی موافقت کی بنیاد پر جماعت میں شمولیت اختیار کرنا چاہے تو ہمارے دروازے ان کے لیے کھلے ہیں۔

10. کشمیر، بھارت، بنگلہ دیش اور اراکان (برما) میں بھی جہادی جماعتوں (جو ایجنسیوں سے آزاد ہوں) کے ساتھ انہی اصولوں پر عمل کیا جائے گا، ان شاءاللہ۔

11. وہ جہادی جماعتیں جو شریعت دشمن ایجنسیوں کی سرپرستی میں کسی خطے میں مصروفِ عمل ہیں، ہم دعوت دیتے ہیں کہ وہ خود کو ان کی محتاجی سے نکالیں تاکہ مظلوموں کی نصرت اور نفاذِ شریعت کی جانب حقیقی قدم بڑھایا جاسکے، کیونکہ تاریخ شاہد ہے کہ طاغوتی افواج آخر کار ان کے جہادی ثمرات کو برباد کر دیتی ہیں۔ جہادِ کشمیر اس کی واضح مثال ہے۔

گیارہواں باب: مذہبی جمہوری جماعتوں کے حوالے سے ہماری حکمت عملی

1. جمہوریت کو ہم شریعت کی رو سے کفر سمجھتے ہیں۔ اس میں کسی بھی نظریے کے ساتھ کسی بھی جماعت کی شمولیت، نفاذِ شریعت کی بجائے، نظام کفر کی تقویت واستحکام پر منتج ہوتی ہے۔ مگر اس سب کے باوجود ہم جمہوریت میں شامل ہر شخص کو ہرگز کافر خیال نہیں کرتے۔
2. جمہوریت میں شامل مذہبی جماعتیں "دینی مصلحت" کی خاطر جمہوریت میں شامل ہونے کی بودی تاویل کرتی ہیں، مثلاً مدارس کا تحفظ، پارلیمنٹ کے ذریعے لادینیت کے سیلاب کے خلاف بند باندھنا یا جمہوریت کے ذریعے اسلامی شریعت کو نافذ کرنا وغیرہ وغیرہ... دین کی خدمت یا نفاذِ شریعت کی غرض سے پارلیمنٹ میں بیٹھنے کی یہ تاویل ہم باطل تاویل سمجھتے ہیں، مگر اس کے سبب نہ ان کی تکفیر کرتے ہیں اور نہ ہی انہیں ہدف بنانا ہم جائز سمجھتے ہیں۔ تاہم چونکہ اس فعل سے نظامِ کفر کو تقویت مل رہی ہے اس لیے جملہ دعوتی ذرائع استعمال کرتے ہوئے انہیں اس حرام فعل سے روکنے کی بہر صورت کوشش کرتے ہیں۔
3. ان جماعتوں کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسے نیک کاموں کی کھلے عام حوصلہ افزائی کریں گے اور جمہوری کھیل تماشوں اور دیگر غلطیوں اور کوتاہیوں پر علی الاعلان نقد ونصیحت کریں گے۔

بارہواں باب: عمومی دینی تنظیمات کے ساتھ تعامل کے اصول

ایسی دینی جماعتیں جو معاشرے میں دعوت و تبلیغ اور اصلاح کا کام کر رہی ہیں:

1. ان کے افراد کو ہم اپنے بھائی اور شرعی معاشرہ قائم کرنے کی سعی میں اپنے ساتھی سمجھتے ہیں۔
2. ان کے تمام اعمالِ خیر کی تحسین کرتے ہیں اور جب بھی موقع ملے ان کے کارِ خیر میں ان سے تعاون کرنے کے خواہش مند ہیں۔
3. ساتھ ہی ساتھ ان کو جہاد کی تائید اور نصرت کی دعوت اور ترغیب دیتے ہیں اور شریعت کے تمام فرائض کی ادائیگی کی طرف بلاتے ہیں۔
4. ہماری کوشش ہے کہ اس خطے میں موجود اہل السنۃ والجماعۃ کے تمام مکاتبِ فکر کو امارتِ اسلامی افغانستان کے جھنڈے تلے خطے میں شریعت کے نفاذ اور شریعت دشمن قوتوں کے خلاف متحد کیا جائے، انھیں فروعی اختلافات سے نکال کر امت کے ان اجتماعی اور اصولی مسائل پر متفق کیا جائے جس سے یہ امت شریعت کے دشمنوں کے مقابلے میں سیسہ پلائی دیوار بن جائے۔

تیرہواں باب: علمائے دین کے حوالے سے ہمارا مؤقف اور تعامل کے اصول

خطے میں موجود علماء و مدارس کو جماعت نظام کفر کے خلاف تحریک اور خلافت کے قیام کے لیے جہاد میں بنیادی قوت سمجھتی ہے اور ان کے حوالے سے درج ذیل اقدامات کو اپنے لیے لازم گردانتی ہے:

1. علماء اسلامی معاشرے کے قائدین ہیں۔ ان کی اطاعت اور رہنمائی میں ہی شریعت کا نفاذ اور اسلامی معاشرت کا قیام ممکن ہو سکتا ہے۔ ان کا احترام کرنا اور معاشرے میں انہیں ان کا مقام دلانا ہم اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں تاکہ وہ اللہ کی شریعت کو نافذ کریں اور اللہ کی کتاب کو پارلیمنٹ کا محتاج نہ بننے دیں۔
2. جماعت علماء، خاص کر اہلِ حق علماء اور دینی مدارس کا دفاع اپنی اولین ذمہ داریوں میں سے سمجھتی ہے۔ اس سلسلے میں ان پر حکومتی یا غیر حکومتی ہر قسم کی جارحیت کا بھرپور دفاع کرے گی اور اپنی استطاعت کے بقدر ان پر ہونے والے کسی بھی قسم کے ظلم کا انتقام لے گی ان شاء اللہ۔
3. ہم اپنا تمام جہادی سفر اہل حق علماء کی رہنمائی اور سرپرستی میں طے کریں گے۔ اس کے لیے علمائے کرام سے مضبوط روابط رکھنے اور ان سے علمی مسائل میں مشاورت کی کوشش کرتے رہیں گے، ان شاء اللہ۔

4. جماعت، علماء اور مدارس کی قوت بن کر انہیں انگریزی نظام کے خلاف مضبوطی سے جم جانے کی قوت فراہم کرے گی، ان شاء اللہ۔

5. جو علماء معاشرہ میں کسی بھی طرح کا اصلاح و تربیت کا کام سرانجام دے رہے ہیں جماعت ان کی ہر ممکنہ تائید کرے گی اور کسی بھی علاقے میں غلبہ حاصل ہونے کی صورت میں ایسے کاموں کی سیاسی اور مالی پشت پناہی کرے گی، ان شاء اللہ۔

6. جماعت اس امر کی خواہش مند ہے کہ علماء اور طلباء کو جہادی صفوں میں شامل کیا جائے تاکہ وہ اس جہاد کی دینی اور دنیاوی کامیابی کی طرف رہنمائی کر سکیں۔

7. علمائے سوء، یعنی علم دین سے منسوب وہ افراد جو دنیاوی حقیر مال و متاع کی خاطر اپنا علم بیچ کر اپنے پیٹ جہنم کی آگ سے بھرتے ہیں اور لوگوں کو محمد ﷺ کی شریعت سے روکتے ہیں، ان کی حقیقت ہم لوگوں کے سامنے واضح کریں گے، ان کے سرکاری فتووں کا جواب علم کی روشنی میں دیں گے۔ اگرچہ مجاہدین فی سبیل اللہ کے دلوں کو کفار و مرتدین سے زیادہ کاری زخم انہی نے لگائے ہیں، لیکن پھر بھی ہم انہیں قتل یا گرفتار کرنے سے اُس وقت تک گریز کریں گے جب تک کہ یہ شواہد ہمارے پاس نہ ہوں کہ یہ نفاذِ شریعت کے خلاف عملاً قتال میں حصہ لے رہے ہیں۔

چودھواں باب: مسلکی و فقہی تفاوت کے حوالے سے ہمارا موقف

1. مسلکی تعصب (حنفی و سلفی یا حیاتی و مماتی وغیرہ) اور اس کی بنیاد پر بحث و مباحثے اور افتراق و اختلاف کو ہم امتِ مسلمہ کی وحدت کے لیے نقصان دہ تصور کرتے ہیں۔ اس لیے ہماری کوشش ہے کہ امت کو فروعی اختلافات سے نکال کر اہل السنۃ و الجماعۃ کے ان اجتماعی اور اصولی مسائل پر متحد کیا جائے جن سے یہ امت شریعت کے دشمنوں کے مقابلے میں سیسہ پلائی دیوار بن جائے۔

2. اس ضمن میں ہر فقہی مسلک والے کو اپنے متعلقہ مسلک کے حق پرست اور معتدل علماء سے جڑنے، ان کی رہنمائی حاصل کرنے اور ان کی کتب سے مستفید ہونے کو ضروری خیال کرتے ہیں تاکہ علمی مسائل میں آزادروی، خودرائی اور خود اجتہادی جیسے مہلک امراض کا تدارک ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں جہاد کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں، ہمیں اور ہمارے جہاد کو دشمنانِ دین کے لیے عبرت کا تازیانہ جبکہ مسلمانوں کے لیے خیر اور رحمت کا باعث بنائیں، آمین۔

والله الموفق لكل خير

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين وصلى الله على النبي الكريم وعلى آله وصحبه أجمعين

جماعت قاعدۃ الجہاد برصغیر

شوال ۱۴۳۸ ہجری بمطابق جون ۲۰۱۷ء

”وہ لوگ جنھیں ہماری بابت شک ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں تو ان سے التماس ہے کہ وہ ہمارے یہاں تشریف لائیں اور قریب سے ہمارا اور ہماری کوششوں کا مشاہدہ کریں۔ پھر ہماری مساعی کا قرآن وسنت سے موازنہ کریں۔ پس اگر ہم قرآن وسنت کی مخالفت کر رہے ہوں تو انھیں حق حاصل ہو گا کہ وہ بھی ہماری مخالفت کریں۔ اور اگر ہم شریعتِ اسلامیہ کے مقرر کردہ سیدھے راستے پر ہوں تو (وہ جان لیں کہ) یہی ہمارا راستہ ہے اور ہم ہرگز اس سے منحرف نہ ہوں گے۔ اگر ہم نے اس راہ سے ذرا بھی انحراف کیا تو ہم حقیقی مسلمان نہ ہوں گے بلکہ فقط نام کے مسلمان رہ جائیں گے“۔

عالی قدر امیر المومنین
ملا محمد عمر مجاھد رحمہ اللہ

”آج ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل وکرم سے اسلامی دنیا کا وہ (چودہ سو سال پرانا، تین براعظموں پر محیط) نقشہ پھر سے زندہ کرنے چلے ہیں، یہاں تک کہ تمام عالم اسلام اللہ تعالیٰ کے اذن سے خلافت کے جھنڈے تلے ایک ملک بن جائے۔ آج ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل سے اہل ایمان کی تاریخ کا ایک نہایت پاکیزہ روشن باب رقم کر رہے ہیں، اور وہ بھی ایک ایسے دور میں جب ظلم وجور اور کفر و فساد نے ہر سو پھیل کر شرق وغرب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ پس خوش قسمت تو آج وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ پرچم توحید تلے ثابت قدمی عطا فرما دیں۔“

محسنِ امت مجددِ جھاد
شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ